قرآن کیوں پڑھیں؟

ڈاکٹر عبدالمغنی

لفظ

انسان کی فضیلت دنیا کی دوسری مخلوقات پر جس خاص وجہ سے ہے وہ اس کا علم ہے جو سب سے پہلے خدا نے اسے عطا کیا۔ علم بنیادی طور پر چیزوں کا نام ہے۔ نام ایک لفظ ہے۔ ہر چیز' ہر کام' ہر بات کے لیے ایک لفظ ہے جو انسان بولتا' لکھتا' پڑھتا اور سنتا ہے۔ انسان کو حیوانِ ناطق بھی اسی لیے کہا گیا ہے کہ وہ بامعنی الفاظ بولنے کی صلاحیت رکھتا ہے' یہی اس کا نطق ہے' جس کے ذریعے وہ اپنے علم کا اظہار کرتا ہے۔ فہم آدمی کی خصوصیت ہے' جو اسے باشعور بناتی ہے اور غور و فکر کی طرف مائل کرتی ہے۔ یہ سوچ بچار لفظوں ہی کے ذریعے ہوتا ہے۔ حروف کی ترکیب سے الفاظ بنتے ہیں اور الفاظ کی ترکیب سے جملے۔ چنانچہ آدمی جب سوچتا ہے تو اس کے ذہن میں لفظوں کی تصویریں بھی بنتی ہیں اور ان کی خاموش آواز بھی گونجتی ہے' پھر جب وہ چاہتا ہے تو یہی تصویر اور آواز اس کے قلم یا اس کی زبان سے نکل کر بسا اوقات دوسروں تک پہنچ جاتی ہیں۔ اس طرح الفاظ کے ذریعے اظہار و ابلاغ ہوتا ہے اور سماج کے اندر افراد ایک دوسرے سے رابطہ اور مکالمہ کرتے ہیں۔ اس رابطے اور مکالمے سے ہی تہذیب پروان چڑھتی ہے' تمدن فروغ پاتا ہے۔

خدا کا لفظ

خدا نے جب انسان کو پیدا کیا تو اسے علم و فہم اور نطق بھی دیا' پھر اس سے خطاب کیا اور اسے ہدایت دی۔ یہی خدا کا لفظ ہے جسے وحی کہا جاتا ہے۔ اس وحی کی مخصوص شکل وہ ہے جو خدا کی طرف سے خدا کے پیغمبروں پر حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے وقت سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور وفات تک نازل ہوتی رہی۔ یہ وحی جب سے دنیا قائم ہے ہر

زمانے اور ہر خطے میں اللہ تعالیٰ کے ہر پیغمبرؑ پر نازل ہوئی' یہاں تک کہ آخری پیغمبر کی وفات پر اس کا سلسلہ بند ہو گیا۔ انسان نے ہزاروں سال کے اندر بڑی ترقیاں کیں' روئے زمین کو آباد کیا' نکھارا اور سنوارا' کائنات کی بہت سی حقیقتیں دریافت کیں اور زندگی کا بہت سا سامان ایجاد کیا۔ اس کے ساتھ ہی مختلف علاقوں اور زمانوں میں مختلف قوموں کے درمیان متعدد زبانیں اُبھرتی اور ترقی کرتی رہیں۔ ان زبانوں میں ادبیات کے بڑے بڑے خزانے جمع ہو گئے اور وہ کتب خانوں میں محفوظ کیے گئے۔ یہ سارے خزانے الفاظ کی شکل میں فراہم ہوئے۔ ان الفاظ میں سب سے قیمتی' اصلی اور کار آمد خدا کا لفظ ہے جو مذہبی کتابوں میں پایا جاتا ہے اور یہ کتابیں انسان کو پیغمبروں کے ذریعے ملی ہیں۔ دوسری جتنی کتابیں خود انسانوں کی تصنیف کی ہوئی ہیں ان کی وہ حیثیت و اہمیت نہیں جو خدائی کتابوں کی ہے۔

خدا کا آخری لفظ

انسان کو پیدا کر کے چھوڑ نہیں دیا گیا۔ جس خدا نے اسے پیدا کیا وہ اسے مسلسل ہدایتیں بھی دیتا رہا۔ اسی مقصد کے لیے اس نے ہر دَور اور ملک میں اپنے پیغمبر بھیجے' چنانچہ انسان کی پوری زندگی خدا کی مشیت کے مطابق ترقی کرتی رہی' ایک کے بعد دوسرے پیغمبر آتے رہے اور خدا کا پیغام انسانوں تک پہنچاتے رہے۔ خدا کا دین جسے قرآن نے "فطرۃ اللہ" یعنی خدا کا بنایا ہوا نظامِ فطرت کہا ہے' کائنات کے اوّل روز سے ایک ہی رہا' جس کا نام قرآن کے لفظوں میں "اسلام" یعنی خدا کی بندگی و فرماں برداری ہے۔ اس ایک دین کے سوا کوئی دوسرا دین خدا سے کوئی تعلق نہیں رکھتا نہ خدا کے نزدیک قابلِ قبول ہے۔ وقت اور مقام کے لحاظ سے اسی دینِ اسلام کی شریعتیں مختلف پیغمبروں کو ملتی رہیں۔ یہ "شرع" درحقیقت' جیسا عربی کے اس لفظ سے ظاہر ہے' دین پر عمل کرنے کا طریقہ و راستہ ہے۔ دین و شریعت کا دستور العمل ان کتابوں میں بروئے اظہار آتا رہا جو اللہ کے پیغمبروں پر نازل ہوتی رہیں۔ اسی لیے خدا کے پیغمبروں کو ماننے والی امتیں اہل کتاب کہلاتی ہیں۔ ان امتوں کا ایمان ان کتابوں پر ہے جو ان کے پاس آنے والے پیغمبروں پر نازل ہوئیں۔

یہ سب کتابیں خدا کے الفاظ پر مشتمل ہیں۔ قرآن مجید انہی خدائی کتابوں کے سلسلے کی آخری کتاب ہے اور اس لیے خدا کا آخری لفظ ہے۔ اس لفظ کی اہمیت یہ ہے کہ یہ خدا کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور اس میں دینِ اسلام کی وہ مکمل شریعت محفوظ ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تجویز کی گئی۔ اس شریعت کی سب سے بڑی

خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ذریعے دینِ اسلام کی تکمیل کردی گئی:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

(المائدہ-۳)

(آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کردیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کردی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے قبول کرلیا ہے۔)

اس طرح قرآن مجید خدا کا آخری لفظ ہے' جس کے بعد کسی دوسرے لفظ کو خدا کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا اور جس کے قبل خدا کے دوسرے جتنے الفاظ یا مذہبی کتابیں ہیں سب کی حقیقت اس آخری لفظ یا کتاب کے حوالے سے ہی معلوم کی جا سکے گی۔ موجودہ زمانے کے محاورے میں کہنا چاہیے کہ قرآن' خدا کی کتاب کا آخری ایڈیشن ہے' لہٰذا انسان کے لیے خدا کا سب سے مکمل اور مستند لفظ ہے۔

واحد محفوظ لفظِ خداوندی

قرآن اللہ کا وہ کلام ہے جس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ نے لیا ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر-۹)

(اس ذکر کو ہم نے نازل کیا ہے اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں)

یہ ایک تاریخی اعلان ہے' اس لیے کہ قرآن سے پہلے نازل ہونے والی اللہ کی جتنی کتابیں ہیں ان میں کوئی بھی اپنی اصلی شکل اور زبان میں محفوظ نہیں' یہاں تک کہ یہودی اور عیسائی جو اہلِ کتاب کہے جاتے ہیں ان کے پاس بھی حضرت موسیٰؑ پر نازل ہونے والی توراۃ اور حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہونے والی انجیل کے صحیح نسخے موجود نہیں' نہ وہ اپنے پیغمبروں پر نازل ہونے والی کتابوں کی اصلیت کا دعویٰ کرسکتے ہیں نہ کرتے ہیں' جب کہ قرآن کے بارے میں مسلمانوں کا ایمان ہے اور خود قرآن اس کا دعویٰ کرتا ہے کہ یہ کتاب ٹھیک جس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی اسی طرح آج بھی موجود ہے اور ہمیشہ رہے گی' یہاں تک کہ اس کی آیتوں' سورتوں اور پاروں کی ترتیب وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں کرادی تھی۔ لہٰذا اب دنیا میں پچھلے ڈیڑھ ہزار سال سے قرآن کے سوا دوسری کوئی خدائی کتاب ایسی نہیں جس کو صحیح معنوں میں لفظِ خداوندی کہا جا سکے' خدائی کتابوں میں قرآن واحد محفوظ کتاب ہے جو اپنی اصلی شکل میں موجود ہے۔

آخری کتاب

آخری رسول پر نازل ہونے والی آخری کتاب کی حیثیت سے قرآن پچھلے تمام پیغمبروں پر نازل ہونے والی پچھلی تمام کتابوں کی تعلیمات کا جامع ہے' اسی لیے قرآن کا اعلان ہے کہ وہ پچھلی خدائی کتابوں کی تصدیق اور ان کی حقیقی تعلیمات کا تحفظ کرتا ہے:

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ (المائدہ۔ ۴۸)

(پھر اے نبی' ہم نے تمہاری طرف یہ کتاب بھیجی جو حق لے کر آئی ہے اور الکتاب میں سے جو کچھ اس کے آگے موجود ہے اس کی تصدیق کرنے والی اور اس کی محافظ و نگہبان ہے)۔

یہی وجہ ہے کہ ایک مسلمان کے لیے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے ساتھ ساتھ دوسرے تمام پیغمبروں اور ان کو دی گئی کتابوں پر بھی ایمان لانا ضروری ہے:

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ (البقرہ۔ ۲۸۵)

(رسول اس ہدایت پر ایمان لایا ہے جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل ہوئی ہے اور جو لوگ رسول کے ماننے والے ہیں انہوں نے بھی' اس ہدایت کو دل سے تسلیم کر لیا ہے۔ یہ سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو مانتے ہیں)۔

اس طرح خدا کے لفظ کو ٹھیک ٹھیک اور پورا پورا جاننے کے لیے صرف قرآن کا مطالعہ کافی ہے۔ اس کتاب میں دینِ اسلام اور اس کی تمام شریعتوں کا بیان پوری تفصیل اور وضاحت کے ساتھ موجود ہے' بلکہ خالص دین میں جو ترمیم و اضافہ پچھلی امتوں نے غلط طور پر کر دیا تھا اس کی تصریح بھی قرآن میں کر دی گئی ہے۔ چنانچہ حیات و کائنات میں حق و صداقت کے اصولوں کا مستند و معتبر اور واضح و مکمل اظہار صرف قرآن میں ہے۔

قرآن کی یہ حقیقت و اہمیت تمام کتابوں کے درمیان اس کے امتیاز' انفرادیت' عظمت اور فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔ جس طرح ختم المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پوری دنیائے انسانیت کے لیے آفاقی طور پر اللہ کے رسول ہیں اسی طرح ان پر نازل ہونے والی کتاب بھی تمام انسانوں کے لیے خدا کی کتاب ہے اور رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے

ذریعے خدائے کائنات نے رحمت کا جو پیغام ساری دنیا کو دیا ہے وہ اسی کتاب قرآن مجید میں ہے۔

قرآن کیوں پڑھیں؟

دنیا کی کتابوں میں قرآن کی تاریخی و آفاقی حیثیت ہر انسان کو اس کے مطالعے کی دعوت دیتی ہے۔ انسانی زندگی کا سب سے بڑا مسئلہ حقیقت کی تلاش ہے۔ ہر معاملے میں آدمی کے سامنے سوال یہ ہوتا ہے: کیا سچ ہے' کیا جھوٹ ہے' کیا صحیح ہے' کیا غلط' کیا حق ہے' کیا ناحق' کیا جائز اور مناسب ہے' کیا ناجائز اور نامناسب' کیا کرنا چاہئے' کیا نہیں کرنا چاہئے؟ یہ وہ بنیادی سوال ہے جس کے جواب پر زندگی کے متعلق ایک شخص کا رویہ اور دنیا میں اس کا کردار متعین ہوتا ہے۔ اگر اس سوال کا جواب غلط ہو جائے تو پوری زندگی غلط ہو جاتی ہے' چاہے کسی کو کتنی ہی دولت' کتنا ہی بڑا عہدہ اور ظاہری اقتدار و اختیار یا عیش و آرام کا سامان مل جائے۔ ایسی زندگی درحقیقت ناکام ہوتی ہے اور اس دنیا کے آگے اس کا کوئی اچھا مستقبل نہیں ہوتا' بلکہ اس کو آئندہ ہمیشہ کے لیے رسوائی اور مصیبت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

تب سوال پیدا ہوتا ہے: زندگی کے ہر معاملے میں فکر و عمل کے لیے صحیح جواب' جس پر حقیقی کامیابی اور بہتر مستقبل کا انحصار ہے' کہاں سے اور کیسے حاصل کیا جائے؟ اسی اہم ترین سوال کے جواب کے لیے قرآن کا پڑھنا اور سمجھ کر پڑھنا ضروری ہے۔ اگر قرآن نہیں پڑھیں گے تو زندگی کے کسی بھی مسئلے کا صحیح حل یقینی طور پر معلوم نہیں ہوگا' اس لیے کہ ہر چیز کا یقینی علم صرف خدا کے پاس ہے اور اس علم کا اظہار خدا کے لفظ سے ہی ہو سکتا ہے' جب کہ قرآن خدا کا آخری' واحد محفوظ' مستند اور معتبر لفظ ہے۔ قرآن کے سوا جتنے الفاظ اور ان میں بروئے اظہار آنے والے انسان کے اپنے تصنیف کیے ہوئے علوم ہیں سب کے سب قیاس' گمان اور اندازے پر مبنی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ "بدلتے رہتے ہیں خرد کے نظریات" آدمی اپنے ظن و تخمین سے آج کچھ طے کرتا ہے' کل کچھ اور۔ جن شہادتوں کی بنیاد پر وہ نتیجے نکالتا ہے وہ بھی بدلتی رہتی ہیں۔ ایک نسل کی دریافتیں دوسری نسل کی دریافتوں سے مختلف ہو جاتی ہیں' اس لیے کہ انسان کا علم فطری طور پر محدود اور ناقص ہے۔ کسی انسان کو پورا علم نہیں دیا گیا ہے۔

سارے علم کا سرچشمہ خدا کی ذات ہے' وہی علیم و خبیر ہے۔ زندگی کے تمام پوشیدہ حقائق کا علم اسی کو ہے۔ عالم الغیب اسکے سوا کوئی نہیں۔ وہ اپنے خزانۂ علم سے جب جس کو جتنا چاہتا ہے دے دیتا ہے۔ اس نے سب سے زیادہ علم اپنے پیغمبروں کو دیا اور آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری کتاب قرآن مجید کے ذریعے حیات و کائنات کے تمام بنیادی امور کا علم دے دیا۔

لہٰذا ہر سوال کے جواب اور ہر مسئلے کے حل کے لیے قرآن کی طرف رجوع کرنا ہی پڑے گا۔ سچی بات یہ ہے کہ انسان جس کائنات میں سانس لیتا ہے وہ انسانی عقل کے لیے ایک معمہ ہے جسے خدائی ہدایت کے بغیر حل نہیں کیا جا سکتا اور خدائی ہدایت نامہ اپنی اصلی اور مکمل شکل میں اب صرف قرآن ہے۔

شاہ کلید

متعدد مفکروں نے بجا طور پر قرآن مجید کو تمام مسائل کے حل کی شاہ کلید کہا ہے۔ دنیا کی کتابوں میں کتاب اللہ کی اصلی حیثیت یہی ہے۔ یہ عام معنوں میں کسی علم و فن کی کتاب نہیں ہے۔ اس کی تصنیف و ترتیب کا انداز وہ نہیں ہے جو انسانی کتابوں کا ہوتا ہے۔ اس لیے اس میں مضامین کی فہرست اور ان کا بیان نہیں ہے۔ اس کتاب کی شان یہ ہے کہ اس میں خدا کا پیغام مکے سے مدینے تک ۲۳ سال کی مدت میں خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک تحریکی زندگی کے مختلف مرحلوں اور موقعوں کے اعتبار سے مختلف مسائل کے حل کے لیے نازل ہوتا رہا۔ اس سلسلے میں فرد، سماج اور ریاست کی ہر قسم کی ضروریات کے لیے احکام دیے جاتے رہے۔ ایک بھرپور انقلابی و اصلاحی زندگی میں طرح طرح کے سوالات ابھرے اور سب کے جواب دیے گئے، یہاں تک کہ انسانیت کی ایک نئی، تازہ اور بہترین تشکیل کر دی گئی اور دنیا کے سامنے کامیاب ترین انفرادی و اجتماعی زندگی کا بہترین نمونہ ہمیشہ کے لیے پیش کر دیا گیا۔

قرآن زندگی کا ایک مکمل ضابطہ حیات ترتیب دیتا ہے، جس میں پیدائش سے موت تک کے لیے ہدایات ہیں۔ ان ہدایات کے پس منظر میں زمین و آسمان کے تمام حقائق کے متعلق اشارات ہیں اور پیش منظر میں موت کے بعد آخرت کی زندگی کے فکر انگیز بیانات۔ اس طرح انسانیت کے سارے مسائل ایک تناظر میں، ایک تناسب اور توازن کے ساتھ جامع طور پر حل کر دیے گئے ہیں۔ قرآن بنیادی امور میں پوری زندگی اور اس کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔ وہ ہر معاملے کو طے کرنے کے لیے رہنما اصول (Guide-lines) بتا دیتا ہے۔ ان اصولوں کی روشنی میں اللہ کی کتاب نے انسانوں کے افکار و اعمال کی حدود متعین کر دی ہیں، تاکہ وسیع کائنات میں اپنی منزل کی طرف بڑھتے ہوئے انسان کی سمت سفر درست ہو اور واضح رہے، وہ بے سمتی کا شکار ہو کر سیدھے راستے سے بھٹک نہ جائے، تباہی کے گڑھے میں نہ گرے، تنزل کے بجائے ترقی کی راہ پر گامزن ہو۔ زندگی کی وسعتوں اور زمانے کی بدلتی ہوئی حالتوں کو دیکھتے ہوئے قرآن نے ہر معاملے کے آخری مسائل (Ultimate Problems) حل کر دیے ہیں یا آخری سوالات

(Ultimate Questions) کے جوابات دے دیے ہیں۔ یہ حل، یہ جواب مشکل کشا اشارات (Clues) ہیں، کنجیاں ہیں جن سے ہر مشکل کا تالا کھل جاتا ہے۔ ان معنوں میں گویا پورا قرآن ایک شاہ کلید (Master-key) ہے جس کو کسی بھی مسئلے کا قفل کھولنے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یہ مسئلہ بالعموم کسی بھی معاملے کا آخری مسئلہ ہوتا ہے جس کا حل خدائی ہدایت ہی کے ذریعے ممکن ہے۔ یہ ہدایت قرآن کی آیتوں میں مضمر ہے، جن کا مطالعہ اور فہم آدمی کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ متعلقہ آیتوں کی روشنی میں حل دریافت کرے۔

چند مثالیں

قرآن حکیم میں خداوند تعالیٰ نے اپنی طرف سے کائنات و حیات کے حقائق کے انکشاف کا اعلان کیا ہے:

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ ط (حم السجدہ - ۵۳)

(عنقریب ہم ان کو اپنی نشانیاں آفاق میں بھی دکھائیں گے اور ان کے اپنے نفس میں بھی، یہاں تک کہ ان پر بات کھل جائے گی کہ یہ فرمان واقعی برحق ہے۔)

یہ اعلان مستقبل کے صیغے میں ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بہت جلد حقائق انسان کے علم میں آجائیں گے اور یہ جلدی بھی وقت کے اس خدائی حساب کی بنا پر ہے جس میں طویل مدت بھی مختصر ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ڈیڑھ ہزار سال پہلے، جب انسانی علوم کی بہت زیادہ ترقی نہیں ہوئی تھی، قرآن حکیم کی متعدد آیات میں کائنات کے بعض وہ اسرار و رموز پیش کر دیے گئے جن کی اس طرح تحقیق و تصدیق اور انکشاف و اظہار کا سلسلہ آج تک جاری ہے، اگرچہ بعض حقائق تک انسان کے ذہن کی رسائی ابھی تک پورے طور پر نہیں ہو سکی ہے اور وہ صرف ظن و تخمین سے کام لے رہا ہے۔ تخلیق کائنات کا قرآنی نظریہ یہ ہے:

أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا ۖ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۖ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ

(الانبیاء: ۳۰)

(کیا وہ لوگ جنھوں نے نبی کی بات ماننے سے انکار کر دیا ہے غور نہیں کرتے کہ یہ سب آسمان اور زمین باہم ملے ہوئے تھے، پھر ہم نے انھیں جدا کیا، اور پانی

سے ہر زندہ چیز پیدا کی؟ کیا وہ ہماری اس خلاقی کو نہیں مانتے؟)

سائنس ابھی تک ایک بڑے دھماکے (Big Bang) پر بحث کر رہی ہے' جس کی طرف مذکور بالا آیت میں اشارہ ہے اور تعین کے ساتھ بتا دیا گیا ہے کہ خدا نے زمین و آسمان کو پھاڑ کر ایک دوسرے سے جدا کر دیا' اس کے بعد پہلی چیز جو پیدا کی گئی وہ پانی تھی اور تمام زندہ چیزیں اسی سے بنائی گئیں۔ اس بیانِ واقعہ سے تخلیقِ کائنات کا راز فاش ہو جاتا ہے۔ اس طرح بطنِ مادر کے اندر انسان کی پرورش کے مراحل کا انکشاف حسبِ ذیل آیت قرآنی سے ہوتا ہے:

يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِّن بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ ؕ (الزمر:٦)

(وہ تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں تین تین تاریک پردوں کے اندر تمہیں ایک کے بعد ایک شکل دیتا چلا جاتا ہے۔)

یہ پردے ہیں پیٹ' رحم اور جھلی جس میں بچہ لپٹا ہوا ہوتا ہے۔ یہ بات پہلے کبھی ایک معمہ رہی ہوگی' اب طبی تحقیقات سے ایک معلوم واقعہ بن گئی ہے۔ قرآن یہ بھی بتاتا ہے کہ آسمان کی طرح زمین کے بھی متعدد طبقات ہیں:

اَللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ (الطلاق:١٢)

(اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور زمین کی قسم سے بھی انہی کے مانند)

یہ بات بھی اب زیرِ زمین علمی تحقیقات سے لوگوں کے علم میں آئی ہے' ورنہ دورِ قدیم میں ایک مدت سے صرف افلاک کی فلسفیانہ بحث ہو رہی تھی۔ دوسری اہم بات یہ کہ آیت کے الفاظ سے یہ اشارہ ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی قسم کی زمین دوسرے سیاروں میں بھی پائی جاتی ہے جہاں کی مخلوقات اس کی سطح پر سانس لے رہی ہیں۔ انسان کی تخلیق کا طریقہ و مرحلہ بھی قرآن نے واضح کر دیا ہے:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ ؕ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ۝

(المومنون: ۱۲-۱۴)

(ہم نے انسان کو مٹی کے ست سے بنایا' پھر اسے ایک محفوظ جگہ ٹپکی ہوئی بوند میں تبدیل کیا' پھر اس بوند کو لوتھڑے کی شکل دی' پھر لوتھڑے کو بوٹی بنا دیا'

پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں' پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا' پھر اسے ایک دوسری ہی مخلوق بنا کر کھڑا کیا۔ پس بڑا ہی بابرکت ہے اللہ' سب کاریگروں سے اچھا کاریگر)

اس تشریح و تفصیل میں جو نکات مضمر ہیں وہ اوّلاً تو یہ ہیں کہ انسان کو دوسری مخلوقات سے الگ اور خاص طور پر خدا ہی نے بنایا' دوسرے یہ کہ تخلیق کے ہر مرحلے کا کاریگر خدا ہی ہے' تیسرے یہ کہ جمادات و نباتات اور حیوانات سے بالکل جدا انسان ایک "دوسری ہی مخلوق" ہے' چوتھے یہ کہ پہلی بار آدمی "مٹی کے سَت" سے بنایا گیا' اس کے بعد وہ ماں کے پیٹ میں پرورش پانے لگا اور شروع سے آج تک یہ عمل باضابطہ و براہ راست خدا کے دست قدرت سے انجام پا رہا ہے۔ اس پورے بیان میں ان لوگوں کے لیے معرفت و بصیرت اور عبرت و نصیحت کا سبق ہے جو ایک خود کار مصنوعی و مادی ارتقا کے قائل ہیں۔

مذکور بالا آیات میں سائنس کے حسب ذیل شعبوں کے لیے بنیادی ہدایات اور اصول موضوعہ ہیں: علم الکائنات (Cosı ology)' علم اعضائے نسوانی (Gynaecology)' علم طبقات الارض (Geology) اور نظریہ ارتقا (Theory of Evolution)

یہ سب وہ شعبے ہیں جن میں بحث و نزاع ہوتی رہتی ہے' خاص کر نظریہ ارتقا تو بہت زیادہ متنازع فیہ ہے' اور ان بحثوں نے بے شمار علما و حکما کے ذہنوں کو مخبوط کیا ہے' جدید ترین تحقیقات اور علمی ترقیات کے باوجود متعدد امور آج تک مابہ النزاع اور تعلیم یافتہ افراد کے لیے ذہنی پریشانی کا باعث ہیں۔

اس سلسلے میں قرآن کی یہ ہدایت بہت بصیرت افروز ہے کہ "الراسِخونَ فِی العِلمِ" یعنی پختہ علم رکھنے والے پیچیدہ "متشابہات" کے بجائے واضح "محکمات" پر توجہ مرکوز کرتے ہیں اور خدا کی طرف سے وحی کی ہوئی ہر بات پر ایمان رکھتے ہیں' اس لیے کہ غیب کی پوشیدہ باتوں کا قطعی علم صرف خدا کو ہے اور اس میں سے اتنا ہی کسی کو معلوم ہوتا ہے جتنا مشاہدہ و مطالعہ کی توفیق دے کر خدا اس پر اپنی رحمتِ خاص سے ظاہر کرتا ہے۔ لہٰذا علم کے ہر شعبے میں ایک پختہ کار عالم کا صحیح رویہ یہی ہو سکتا ہے کہ وہ ان حقیقتوں کو جان اور مان کر تجسس و تفتیش کی راہوں میں آگے بڑھے جن کا اظہار آیاتِ قرآنی نے کر دیا ہے۔ چنانچہ قرآن سے استفادہ کا معقول و مؤثر طریقہ بھی یہی ہے کہ اس کے تمام بیانات پر پورا یقین کر کے اس کا مطالعہ کیا جائے اور انہی حدود میں رہ کر غور و فکر سے کام لیا جائے جو قرآن نے مقرر کر دی ہیں۔

ضابطۂ حیات

علوم و فنون کی شاہ کلید ہونے کے علاوہ قرآن مجید کی اہمیت یہ ہے کہ یہ انسان کی پوری انفرادی و اجتماعی زندگی کا ضابطہ ہے۔ یہ وہ خصوصیت ہے جس کی طرف قرآن نے خود لوگوں کو بار بار متوجہ کیا ہے:

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (الانبیاء: ۱۰)

(لوگو ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب بھیجی ہے جس میں تمہارا ہی ذکر ہے' کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟)

مطلب یہ ہے کہ اللہ کی کتاب نازل اسی لیے ہوئی ہے کہ انسان کو اس کی حقیقت' اس کا مقصد' اس کی منزل اور اسے دنیا میں ایسی اچھی زندگی گزارنے کا طریقہ بتائے جس پر عمل کر کے وہ اپنے لیے حیاتِ جاوداں' ہمیشہ کی کامیابی اور حقیقی ترقی کا سامان کر لے۔

چنانچہ قرآنِ کریم میں خاندانی رشتوں' سماجی تعلقات' معاشی معاملات اور تہذیبی اخلاقیات وغیرہ زندگی کے ہر اس پہلو کے متعلق واضح ہدایات موجود ہیں جن سے انسان کو دنیا میں سابقہ درپیش ہے۔ اس میں امن کے بھی اصول ہیں اور جنگ کے بھی قوانین' جرائم کی سزائیں بھی بیان کی گئی ہیں اور لوگوں کے ساتھ شریفانہ سلوک کے آداب بھی بتائے گئے ہیں۔ آدمی کے کردار کی درستگی کے لیے قرآن نے کیسے کیسے احکام دیے ہیں ان کا ایک نمونہ صرف ایک سورہ الحجرات سے ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

۱۔ "اے لوگو جو ایمان لائے ہو' اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کیے پر پشیمان ہو۔" (آیت ۔۶)

۲۔ "اے لوگو جو ایمان لائے ہو' نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں' ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں' اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں' ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے القاب سے یاد کرو۔ ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بری بات ہے۔" (آیت ۔۱۱)

۳۔ "اے لوگو جو ایمان لائے ہو' بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ تجسس نہ کرو۔ اور تم سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ کیا

بقیہ بر صفحہ ۵۶